

وَإِنْ كَذَّبُوكُمْ فَقُرْبَةٌ مَا فَرَّكُنَا عَلَى عَبْدِنَافَالْوَأَسْوَرَةِ
مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ

احمد رشد و المنشیہ کے سالہ نظر فصاحت و بلاغت قیمتی تین بیان سر از فتنہ کا کتاب جانی

بدائیت نامہ

معروف به

جواب فتنہ نامہ

یعنی

جی آزاد بھرہ یاست و نشی لیکھرام آریہ ساقرو نیڈت کر پارام حجراں نوی وغیرہ کے

اعتراف نوکا جواب ۲۹۷۶۳ ح ۵۷۷

منشی نذر حسین کاپی نویں مشیر شہر سہراوب و ازہرینے

فیض عام پریش شہر مرید حسین طبع کرایا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
۲۹۷۰
۴۹۴ ۵۷۶۵

اور درود سید بیغ بران	بعد حمد خالق کون و مکان
ملتیمس ہے پیش اے باب سخن	قوم کا داعظ ابو حست حسن

و جری طرح فیعون میر کے عہد میں گھر گھر سحر کار دانج تھا اور فکر کہنا نہ یہن ہر فرض کے محتاج تھا۔ ہزاروں شعبدہ باز اسی بہانہ روئی کھاتے اور رسیون کے سانپ بنانا دکھاتے تھے۔ اپنی یا قوت کے ناز پر حق سو غافل اور سچو فلاسفہ دن حق گوون سو جاہلانہ مقابلہ کی ٹھہرائے تھے جنکے کمال پر پورا اپرا بھروسا کر کے فرعون احاطہ بندگی سے نکل جپٹ دعویٰ خدائی کر بیٹھا اور نئے قلمرو میں حتیٰ اوس کسی کو دارا ہے جہاں کا نام لینی اور دیکر کر فی بالکل نہیں دیتا تھا۔

اس وقت خدا تعالیٰ کی حمت اس امر کی تقتضی ہوئی کہ بھولے بھٹکے کو بنھائے کفر کے فلزم میں ڈوب کر نکالو تو نہیں ساحرونکے زنگ ڈھنگ پر بنی اسرائیل میں کے ایک جوان مردمیدان موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو عصا اور یہ بیضا وغیرہ آیات بنیات کی زینت سو سجا کر اُنکے مقابل کھڑا کر دیا اور ایک معنوی ہاتھ اور ادنیٰ سی لامھی سے اپنی قدرت کے گوناگون منونے اور زنگار نگ مشاہدے کر کر سب کی اُستادی کا مذہب میٹی سے بھر دیا۔

برقِ عجماز کی روشنی آنکھوں میں پھرتے ہی ایسی کاٹ کر گئی کہ سب کی کفر و جہالت کا دھنڈا اپنے جاتا رہا بصیرت و بصارت سقدر بڑھ گئی کہ خود بخود سحر و سجزہ میں کفر و ایمان میں فرق کرنے لگے اور یقیناً جان گئے کہ موسوی عجماز شعبدہ اور سحر کے علم کا تیتجہ نہیں میں جانب اللہ آیت بنیہ ہے جب بھی زمین عجز پر سب جود ہو کر خاہ باری میں بندگانہ عرض کرنے لگے امّا پرَدِ الْعَلَمَيْنَ سَرَتْ مُؤْسَسَةَ هَارُونَ رَبِّهِمَا ایمان لائے رب لعا میں رب موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر) اور بادشاہ وقت کی طرف بے اپنے والوں کے نقسان اور جالوں کے زیان کا غم و اندریشہ مطلق نہ کھا بلکہ اُسکے دھمکانے شدکانے پر بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ کہا تو یہی کہاں ذکر فُتُحَكَ عَلَامَ اَجَاثَةَ مَنْ

الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَأَفَيْضُ مَا أَنْتَ قَاصِدٌ إِنَّمَا تَقْصِنِي هُذِّلًا لِحَيَوَةِ الدُّنْيَا إِنَّا أَمْنَى بِرَبِّنَا
لِيَعْفُرَ لَنَا خَطَلِنَا وَمَا أَكْرَهْنَا عَلَيْلَهُ مِنَ السَّخْرِيَّةِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَالْبَقَرُّ لَهُ
اودکل عالم سے ایک دم کفر و صلات کی تاریکی دور ہونی اور ذرہ ذرہ افتاب پدایت و رشاد کی
شعا عنون سے چمک اوٹھا ۴

اسی طرح جناب رسالت ماب برگزیدہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان برکت نشان میں گھر گھر علم
ادب کا چرچا اور شعر و سخن کا دستور اس درجہ تھا کہ محبانہ و منحا صنانہ جلسون اور سیاہ و شادی وغیرہ
کی مخلوقوں میں بجز راستے کو فی ذکرہ نہیں تھا۔ بعضوں نے اپنی حمارت اور بیاقت کے زعم میں اکر
اپنے طبع اور فصائد کعبۃ اللہ کے دروازے پر آؤیزان کر رکھتے تھے کہ جسکو فن بلاغت وغیرہ میں
دعوی ہو وہ ان میں نقصان نکالے پرانکی تقریر پر کوئی خنفیگیر نہوا۔

مردو ہزار نے میں مرد ہی ہوا کرتے ہیں۔ آن دنوں عرب کی عورتوں کی بھی عجیب حالت تھی کہ
وہ بھی فن بلاغت و فصاحت کے بدون تکڑا نہیں توڑتی تھیں اور ایسی دہن و ذکر کہ
حسب حال مصروع چیز کے فریضہ مصروعہ کامانی الصیریہ معلوم کریتی تھیں۔

امر والقیس کی بیٹیوں کا ذکر ہے کہ جس وقت انکا باپ اپنی عبلی کے سبب پہاڑ کی کھوہ میں پکڑا
گیا تو قتل ہونے کے وقت اپنے قاتلوں سے کہنے لگا میں نے ایک مصروعہ تیار کیا
ہے اللہ میری بیٹیوں تک پہنچا دیجو اور وہ یہ ہی سعیاً یا بنتاً لامراً القیسِ ان اباکمَا
داے امر والقیس کی بیٹیوں بیشک ستحما را باپ، تو اسکے قاتلوں نے ایسا ہی کیا پہلے اوسکو
مار دیا۔ پھر اسکے گھر جا کر اسکی دخترتوں سے اسکا پیغام مصروعہ مذکورہ پہنچا دیا۔ مگر ان لڑکیوں
نے سُنْتَهی ایک بیٹی پکڑ لیا اور کہا کہ اس مصروعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا باپ مارا گیا اور

لہ ہرگز قبول نہیں کر سکتا جکو ان میبات پر کہ حضرت مولیٰ لاے ہے پاس اور اس خدا پر کہ جنہوں کو مدد اکیا۔ پس تو حکم کر
جو کرنیوالا ہے اور جو کچھ تو حکم کر رینو الہ یا وہ اس حیات میں کاہر۔ تحقیق ہم بیان لائیں اپنے بروہ دکار پر تاکہ مجھے ہماری خلائق
اور اس سحر کو جو ہنسنے تیرے جس سے کیا حضرت موسیٰ پر اور اللہ ربہ تھے اور باقی تھے دیوار مذابت گزر جائیں والا کہ

اسکے مارنے والے تمہارے دونوں ہو گیونکہ اسکے آگے بچپا سکے کوئی دوسرا صریح چیز پان نہیں ہو سکتا کہ عقد قتل و قاتل وہ لدائے ہے۔ بیشک مارا گیا اور اسکے مارنے والے تمہارے پاس موجود ہیں۔ آجھا جب تلاش کرایا تو امر لقیس کو قاتل وہی دونوں بخلے فارس و ایران روم دیوان وغیرہ کے فضلا کی ہمہ دافی اور طلاقت انسانی عرب کی فحش اور سحر بیان کے رو بروجی تھی اس واسطے وہ غیر عرب کو عجم (گونکا) بولتے اور صرف موسیٰ و انا جیل عیسیٰ کے ابواب کم کھولتے تھے جسکے باعث بیدینی کی تاییکی نی شب دیجور کی مانند خطا عرب بسیار و تباہ کر رکھ تھا اور پھر فضل مولا کے رہنرمان راہِ حق سے دولت ایمان اور صیادان جہنم سے جان بچانیکی صورت اور تبرکوئی نہیں تھی۔

سو حکمت اللہ اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اہل عرب کے پیراں میں سرد و فیر حکمت و دراست صحیفہ رشد وہ دایت کہ جس سے آنکی طبیعت کو لگاؤ ہوا اور بآسانی راہ پائیں کسی اُمیٰ شخص کی زبانی سنوانا چاہئے سو کامل الننان میشل موسیٰ بن عمران سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا کہ جنکی رہستیازی و صدق شعاراتی کے وہ خود بھی شاہد اور اقراری تھے اور خوب جانتے تھے کہ آپ کی ذات جامع کمالات اُمیٰ ہوتی کے علاوہ علماء یہود و لفشاری وغیرہ کی صحبت سے بھی بہرہ دہنیں ہو۔ سوجو قوت انہوں نے خدا نے ناظم عالم کا کلام مسجد نظام شاہ دو جہاں کی زبان گورہ افغانستان سے بنتے تکلف بُلے اختیاز نکالتا ہے اسنا تو استعمال الفاظ بامحوارہ اور مقام و شرط و جزا و طرف و منظروفت فیہ وکل و حجز و نوع و جنس و سبب و سبب و تناسب و تلازم و استعارہ و تشبیہ و جناس و طباق و حل وصل و عکس و قلم مشاکلہ و مبالغہ و جمع و تفریق و یہ وہ اتنا کچھ و قسم و شل و ضرب عیزہ کی رعایت اور سچے دعاوی اور اخبارات اور بے لطیبہ بڑا بات اور موثر بیانات اور گوئا گون سنائی و پھرائع وغیرہ لغٹی و محتوی خوبیوں پر غور کر کے پھر اٹھے اور مان کر فی الواقع فصاحت و بلاغت قرآنی طاقت انسانی سے باہر ہے۔ چٹ اپنی فصادر متعلقہ اسیار لئے

کہ اس قدر تی نظم کے سامنے کہ اُمی شخص کی زبان سے بے تکلف دبے اختیار برآمد ہوتا ہے
 ہمارے تصریح اور بناؤٹ کا بے تکا اور غیر موزون ہونا از خود ظاہر ہے فَلَمَّا مَنَ اهْنَ
 اور بے نصیب آدمی دلی عناد کی وجہ سے اسکو سحر سے تعمیر کرنے لگے حالانکہ وہ بھی کمال
 فصاحت پر وال ہے اور اس طیفِ الادین کئے کے علاوہ اس پر کوئی جرا انتہام نہ کھا سکے
 اور یہ بھی انکی خوبی بدکا بہانہ تھا۔ درحقیقت قرآن قصہ کہانی سحر و کہانت نہیں۔ قول
 فیصل اور صحی ڈگری اور دفتر پر ایت حکمت مسلمہ حکما و فصحا عربی کے اسی لئے روز نزول
 سے تا ایندھم کبھی نے قرآن کے نظم پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور یہ الادام بھی نہیں دیا کہ
 آن سروردین کو ہنسنے سکھایا یا فلاں شخص سے سیکھتے یا اہل علم کی مجلس میں ملٹھتے دیکھا ہے
 بلکہ فَأَنْوَلِيْسُوْلَمَنْ وَشَلَمَ کے نقراہ کی گونج سن سن سن ہو گئے سراد بھارنا کسکا دم بھی
 نہ مارا اور نہ قیامت تک کوئی اپنی حراثت بھی کر سکتا ہے و کوئاں بعضہم بعضاً ظہیراً
 اور ان عجیبوں کا تو کیا کہنا جو خود ہی اسم اعجم سے سو سوم ہیں۔ جس پر طرہ بیج کہ عربی کا
 اردو ترجمہ سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ ہاں البتہ ایک دوسرے کا رد چاٹ چاٹ ڈگر اگلن
 اور ایسے اعتراض کرنا جانتے ہیں کہ جنکا وجود قرآن سے مفقودا اور وید وغیرہ ان کی
 نہیں کتابوں میں موجود ہے یا جنکا جواب بارہا ہو چکا مگر یہ تقیید کیا ہے پر خونی طیکا
 سے باز نہیں آتے۔

مضمون رسالہ قسم نامہ پر دہ نشین کا ذاتی سرای نہیں۔ مشتمی اندر من گی کتاب نہ سوت اینہ کے
 صفو ۳۷ اور ۴۰ میں اسے چڑایا ہوا ہونہ معلوم اُسے کہنے پر شیخہ نہیں بجھاری اور ما تھے پر خونی طیکا
 لگا کر ہتھیا میں دم بھرا اور مثل مصرعہ کو رکورہ جوئے از کور دگر کا مصدق اق بنا۔

علاوہ برآن محترم قسم نامہ تو کوئی بڑا ہی بزرگ دل یا پر دہ نشین معلوم ہوتا ہے کہ ٹٹی کی آڑ
 میں شکار کیھلتا ہے۔ ورنہ اس آن و آرام اور آزادی کے زمانہ میں رسالہ پر شام نہ سکھنے

سے کیا مطلب۔

خیر، کہ بادا باد یہ عاجز سبکے ہفوات و اہمیات کا جواب محققانہ دینے کو حاضر ہے اُتھے
برائیکہ جو لوگ آیون کی تالیفات دربارہ قسمہ رائے قرآن کے خریدار نہیں وہ ضرور ہی
ان اور اُراق کو بھی ملاحظہ فرمائیں گے کیونکہ یہ رسالہ عموماً سب کا اور خصوصاً قسم نامہ کا لازمی
و تحقیقی جواب ہے۔ ۵ گرفتوں افتخار ہے عز و شرف۔

قال۔ مؤلف قسم نامہ صفحہ (۱) اکثر مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں فتنہ کھانا
اچھا نہیں کہ قرآن شریف میں منع کیا گیا ہے وکَلَّا تَطْعُمُ مُلْحَدَةٍ ر قسم کھانیوں کے
کی اطاعت نہ کر)

اقول۔ انجناب مسلمانوں کو ناحق اتهام لگاتے ہیں سچی قسم کھانے کو کوئی مسلمان
یا عادل انسان بُرا نہیں سمجھتا اور نہ قرآن شریف میں سچی قسم کھانے کی مخالفت ہے۔
کیونکہ موقع کا گواہ پیش نہ کر سکنے کی حالت میں قسم کھانی جاتی ہے اسوا سطہ وہ
شاہد کے قائم قرار دسی گئی ہے۔

آیتہ شریفہ وکَلَّا تَطْعُمُ مُلْحَدَةٍ الاَئْتَة۔ لغو اور جھوٹی قسم کھانے والوں کی عدم اعتباری
ثابت کرنے میں نازل ہوئی ہے سچی قسم کھانے کی ممانعت میں۔ اب پردہ نہیں کی
دعا بازی اور خیانت پردازی پر خیال کرنا چاہئے کہ پورے جملے میں سے فقط جزو اول
سو صوف پر اتفاق آیا اور جزو ثانی صفات کو یقلم جھپڑ دیا اور حلاف کے معنی حالف لکھے
جو ازردے علم ادب و لغت عرب و رست نہیں ہیں۔ کیونکہ حبوت کسی جملہ کی تفہید عمدہ
جزو پا فضیلہ صفات کیسا تھی کیجاتی ہے تو سو صوف اور صفتون کا مجموعہ ایک کلر کے حکم میں
ہوتا ہے اور حلاف میں اللہ کا صیغہ ہے لغت عرب میں یہ اکثر پیشہ و رکھیے آتا ہے۔ جیسا کہ
بڑا ز۔ جلا د۔ حلاج۔ حجام۔ جراح۔ نڈاف۔ قصاب۔ دباغ۔ وغیرہ حلاف اُسکو کہتے ہیں
جس کا پیشہ قسم کھانا ہو۔ پس پورے جملے کے معنے یہ ہیں وکَلَّا تَطْعُمُ مُلْحَدَةٍ مَهِيرٌ هَذَا

مَشَاءٌ وَسَيِّئُمْ صَنَاعَ لِلْخَيْرِ مُعْتَدِلاً تَبَّعُمْ عُتْلٌ بَعْدَ ذَالِكَ زَتِيْوُهُ ۝ رَتُوكَهَا سَتْهَا
ہر ایک ایسے قسم خور کا جو ذلیل عیب جو سخن چین چل خور مانع خیر تمکار گنہہ کا سخت و
درشت خو ہوا اور با اینہمہ طرم کا جنا ہوا ہو)

تمام مفسروں کے نزدیک حلال سو مراد موعود ہن ولید بن مغیرہ ہو کہ قسم خوری کا
پیشہ کرنے کے علاوہ با اینہمہ ذمہ مذموم تھا آنحضرت ختمی صریحت کے حضور میں دوسرے اشیقا
سمیت حاضر ہوتا فسیلین کھا کھا قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کا اور آپکی مودت و
محبت کا اقرار کرتا اور دم بھرتا اور پس کشید بذریمانی کرتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی
تُطِعُ كُلَّ حَلَّافٍ الْآتَةَ كَه ایسے اشیقا کی قسم معترضین -

اس آیت سے بہتر بہتر نہیں کا مفہوم مردود ہے اور اہل حق کا سلسلہ بوجہہ احسن
مشہود ہو کہ حلال کے معنے حالف نہیں قسم خوری کے پیشہ والا ہیں۔ آئت وکالت طمع
پہچی قسم کھائیکی مخالفت میں نہیں اتری۔ قسم خوری کے پیشہ والوں کی عدم اعتباری ثابت کئے
میں وارد ہوئی ہے۔ قرآن کو متسم کریکی نیت سے پردہ نہیں نے صریحاً مکر کیا داؤں کھیلنا
کہ موصوف کوئے یا اور اسکے صفات کا ذکر نہ کیا سچ ہو لان گیا کہ مکر کیا داؤں کھیلنا

قولہ۔ صفحہ (۱) اور اسی کے مطابق مولانا روم نے مشنونی کے دفتر دوم میں لکھا ہے س

ہر منافق مُسْحِفَه زیرِ عَبْل	سوے پیغمبر بیا در دا ز دعنل
بہر سو گند آنکہ ایمان جنتیست	زانکہ سو گند ان کڑان رہستیت
چون ندارد مرد کڑ در دین وفا	ہر زمانے بشکنہ سو گند را
راستان راجحت سو گند نیت	زانکہ ایشان را دو چیزے روشنیست

اقول۔ بقول آریہ بزرگان فارسی پیغمبران کی زبان ہواز روی ہدایت نہیں۔
نما معاشر نہیں۔
ریویون کی بولی سیکھنی اور جینیون کے مندر میں نہیں جانا چاہیے (دوسرا حصہ فتنہ جائے نہ مانے)

پر دلنشیں نے سمجھی ہی نہیں یا حجت کے سبب فہم میں نہیں آئی ورنہ اسکا مطلب ہمارے
مفید مدعایہ اہل خلاف کے سوافق چنانچہ وہ بیچھے ہو۔ ہر منافق ایک ایک قرآن بغل
میں دبائے۔ پیغامبرؐ اکی طرف لایا فریب سے قسم کھانے کے لئے اسوا سطے کہ قسم
ڈھال ہے۔ اسی وجہ سے فریب کی قسم منافقون کا طریقہ ہے اور یہی سبب ہے کہ منافق
دین میں وفادار نہیں ہوتا۔ بار بار سوگند کھا کر عهد و پیمان کرتا ہے اور توڑتا ہو مونونکو
فریب کی قسم کی حاجت نہیں۔ اس لئے کہ انکی حیثیت حق میں روشن ہے۔

قولہ۔ صفحہ (۲) حدیث میں آیا ہے مَنْ حَلَفَنِيْعِيرُ اللَّهُ فَقَاتَدْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ

جو خدا کے سواد و سرے کی قسم کھاتا ہے بیشک وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

اقول۔ اخیرت صدم کا یہ ارشاد صحیح ہے قانون عباد میں بغیر خدا کی قسم کھانی شک
صحیح ہے کیونکہ انسان رویت کا شاہد پیش نہ کر سکنے کی حالت میں قسم کھاتا ہے اور اپنے تقسیم کو
موقع کے گواہ کا قائم مقام ٹھہراتا ہے پس ایسا شاہد بجز ذات عالم الغیب کے کوئی نہیں بلکہ
ایسا خیال کرنا کہ فلاں شخص ہیرے ظاہر و باطن سے ماہرا اور بہر حال حاضر و ماضی کو کفر صریح
و شرک فی العلم ہے اور معتقد اسکا مشرک کیونکہ غیر عالم کو شاہد عنیب قرار دیتا ہے۔

قولہ صفحہ (۲) اس پر ہم نے جو قرآن کے درق ورق کو غور سری بیکھا تو معاملہ برکس پایا۔
بعینی خود خدا سے محمدیہ اس میں جا بجا ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کی قسمیں کھاتا ہے۔

اقول۔ آپنے قرآن شریف کے درق ورق کو نہیں آٹا بلکہ اندر میں کے رد کو چاٹا۔
جب وہ دُوں پر خیاثت میں قسمیں تھیں تو زہر کی طرح اگلا دیکھو کتاب صولات الحند صفحہ ۳۷ اور
صفحہ ۴۱۔ اور اسکا رد غیر المبین مصنفہ مولیٰ محمد علی صاحب صفحہ ۳۷۳ تا ۴۰۰۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ یا اپنی ذات و صفات کی یا اپنے عزیز محب رسول اللہ صلم کی
اور ان چیزوں کی کہ جن سے اسکے عزیز کے تعلقات کو نہیں ہے قسم کھاتا ہے یا اپنی حکمت فاعل
او صفات صنائی کی عملیت ظاہر کرتا ہے کہ وہ ہر شے میں موجود ہے۔ مگر عدم توجی کے سبب

ہماری عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی جبکہ قسم دار دہوئی ہے وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اپنے مقسم علیہ کی نسبت و مناسبت کے موافق و مطابق ہے یا کتب سابقہ کی بشارات و اشارات و موزوں پر وقوف اور مال کا رہا ایک کا یا انداز حکمت بالغہ ہے یا امور رسالت پر شہادت مگر اتنا ضرور ہے کہ عدیکھنے کو حشمت بنیا چاہئے۔

چونکہ قائلان تناسخ کے نزدیک جملہ موجودات یکسان ہے مفضل مفضل علیہ کوئی چیز نہیں یہی ماڈہ و روح سور اور گئی میں وجود ہو اور اسی ہو مرکب لسان اور گوبہ کو کیڑوں کا وجود ہے پھر کسی کو ادنیٰ اور کسی کو علیٰ التصور کرنا یا گاہے کو مانا مانا اور بیل کونا پاک جانا کمال نادانی اور جملہ سو فاہست کی انشائی ہے۔ زمانہ سابق کے رشی و منی اور دیئی دیوتا بلکہ خود پر مشور جس طرح خاک و بادا ب آتش و عیزہ اشیا کو مغلظم اور پر مشور کے انہی حصے مانکرو جتے تھے ویسے ہی اُنکے معتمدین کو ہر چیز مغلظم و مکرم ماننی چاہئے اور بلا تخصیص ہر علیٰ وادیٰ شے اپنی مسجدوں اگر وانی چاہئے ع کہ در آفرینش زیک جو ہر نہ۔

حدیث مَرْحَفَ النَّجَابِ رسالت مأب کا قانون ہے اسکی پابندی خداۓ قادر کی رضامندی اور اپنی بہبودی یہی انسان کا فرض ہو کیونکہ وہ مکلف ہے۔ مگر خداۓ قادر پر نہیں اسلئے کہ وہ محکوم و مجبور نہیں جبیسا کہ کیکو مارنے مروا دیئے۔ تباہ کرنے کروادیئے۔ درندوں کے دست وہاں سے پھر وا دیئے و عیزہ میں خدا تعالیٰ کی ذات مجرم نہیں ہو سکتی اس طرح اشیا کی قسم کھانے میں بھی مجرم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ مکلف اور شرائع کا پابند نہیں اور افعال غرورہ کے ارتکاب میں انسان مجرم ہوا سلئے کہ وہ شرائع کا پابند و مکلف ہے لا یسْلَمْ عَمَّا يَفْعَلُ و هُمْ يُسْلَمُونَ۔ سورہ انبیاء۔ پارہ ۱۷۔

مگر اہل خلاف کے نزدیک حکام و شرائع کی پابندی و تکلیف ذات پر مشوری پر بھی واجب ہے کیونکہ وہ مقدور و مجبور اور وکھ کا متحمل ہے دیکھو چرچہ اول دیانتی

بکھاش بشرح باب ۵ منتر تیس صفحہ ۵۳۴ سطر ۱۳
 (مृष्ट:) دُخُل سُورَةِ سُرَابَنْ
 (اور اے پریشور) آپ دکھ ملکہ کو سنبھالے اور سہانیوالے
 کار نے اپنے کار نے بھالے ہے
 ہیں۔ پس اکثر جرائم کے مرتكب ہونیکے سبب وہ ضرور ہی آؤ گوں کی جیل میں پڑتا ہو گا
 اور جیل کا وار و غمہ یہم راج اسکے ہاتھ پاؤں میں بیٹریاں اور بیل بھرتا ہو گا بھرا یہے
 پریشور پر افسوس کہ خود ہی قانون بنائے اور خود ہی اسکے خلاف چلکر جیل میں پڑے
 اور گونا گوں دکھ و مصیبت بھرے اور روپنڈ توں کی ہاضم حست کرے۔

ہے (سگرا:) اَنْلَارِ لَظِّيَّهِ كَارَشَ يُكَلُّ (آنے) اَنْلَارِ
 کو شَفَّافَ كَارَنَے بَالَّهِ وِدْوَانَ نَارِ نُمْ (ما) سُبْحَانَكُو (میں) اَنْلَارِ
 مِنْكَارِ دَعَى سِدِّيْدَهِ (سگرا:) وِدْوَانَ شَفَّافَ كَارَشَ يُكَلُّ (آنے)
 (آنے) جِئے سے سب کار رکھی اَنْلَارِ لَظِّيَّهِ کار نے ہے وِدِیْسے (سگرا:
 رے) اَنْلَارِ لَظِّيَّهِ کو ساٹھ کرتے مانا (رے) شَفَّافَ اَنْلَارِ
 بَالَّهِ وِدْوَانَ (نا اُنچا) اَنْلَارِ لَظِّيَّهِ (سے) سُبْحَانَ (پا) پا -
 لِيَ (آنے) جِئے سے لَظِّيَّهِ اَنْلَارِ لَظِّيَّهِ سب کو سُبْحَانَ دَعَى (می پڑنے)
 سُبْحَانَ سے پُر را کی جی یہ (گوپا یہ) اُپر پالن کی جی یہ اُپر
 (ما) سُبْحَانَ کو کبھی (ماہینہ) نَسْمَتَ کی جی یہ (مے) مے را دا -
 وَا (با) اَنْلَارِ اَنْلَارِ (نامہ) نَسْمَتَ

(آنے) دُهُو (۳۸) اَنْلَارِ اَنْلَارِ

.. بکھاش بشرح باب ۵ منتر ۳۴

خلاصہ اے اہل ثروت آسمان سے ملے ہوئے پنڈ تو تم مجھ کلوہ نگاہ محبت دیکھو علم و پیغیت
 سیست ہر قسم کی آگ کی حفاظت جیسے تم کرتے ہو دیسے ہی آسمان سے ملی ہوئی
 اور دشمنوں کو رولانے والی فوج سے میری پروش کرو جیسے علم دا لے سب کو

سکھ دیتے ہیں ویسے مجھے بھی خوشیوں سے بھرو اور پالومیزان اس مت کر و میں آپ کو
بار بار منسکار کرتا ہوں منتر ۳ باب ھیجرو یدھستہ اول صفحہ ۳۹ م دیانندی بجا شل آگے
سے ایسا کبھی نہیں کرف سکا) مگر وہ کیون مانے ہونگے بلکہ یوں فرماؤ ہونگے کہ چپ
خود کروہ راعلا جے نیت

قولہ - (۲) ٹرے تعجب کی بات ہے کہ دوسروں کیلئے خدا فرمائے کہ قسم کھابنواونکی
اطاعت نکرا اور خود طرح طرح کی ٹری تاکید سے فتنم کھاتا ہے۔

اقول - کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس لئے کہ بدمعاش قسم خور و نکی بے اعتباری
ظاہر کرتا ہے اور سچی قسم کھانیکا حکم دیتا ہو دیکھو سورہ یوسف۔ وسا ولغابن۔ آیت قلبی
وَرَبِّیْ ز تو کہہ میرے پروردگار کی قسم ہے) مکر عرض ہو کہ اللہ تعالیٰ قسم کھانے وغیرہ امور
میں ہماری شرعاً اور قوانین کا مکلف و پابند نہیں وہ تو خود مختار ہے اور اسکے ہرام پر
پردہ نہیں جیسے حق کہہ سکتے ہیں کہ ٹرے تعجب کی بات ہے کہ پریشور دوسروں
کیلئے منع فرمائے کہ فلاں و فلاں کام مت کرو (جب یا مارہ مارہ وانا دغیرہ) اور خود
شب روز انسنی کاموں نہیں مصروف و مشغول رہتا ہے مگر اس تعجب کا اہل علم کے نزدیک کچھ
تعجب نہیں بلکہ انکے نقصان عقل کا بدیہی ثبوت ہے۔

قولہ صفحہ (۲) ہمارا سوال ہو کہ یہ فتنم خدا خود کھاتا ہو یا محمد را تو اسما ہو پہ تقدیر اول خدا ٹرا
جو ٹو ہے۔ پہ تقدیر دوم محمد صاحب نے خدا کے قول کو سمعتہ سمجھا۔ (نتھی ملخصاً

اقول - قرآن میں ایسا وہ قسم سے فصاحت و بلاعث وغیرہ کا اظہار حقیقی مقصود ہے۔
اسلئے فتنم نہ خدا تعالیٰ خود کھاتا ہو اور نہ اسکا جدیب لوات ہو بلکہ آپ کا منہوم منکورہ ہی مردوں
فصاحت و بلاعث میں بامحابرہ الفاظ کا استعمال اور مقام کی مطابقت شرط ہے اور
جب تک وزانہ محابرہ اور استعمال کلام باہمی کی اور مخالفت فی ما بین کی رعایت نہ رکھی جائے
کلام فصح و بلبغ نہیں ہوتا۔ اسو سطے کتب معانی شیائی غیرہ میں بالتصريح لکھا ہو کر جو

خطاب مُنکروں سے ہو اور انکار کرنے والے بھی وہاں موجود ہوں تو قسمِ آن و آن وغیرہ حروفِ تاء کیدے سے کلام کو مَوْکَدِ مُسْتَحْكَم کرنا عین فصاحت ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ کو اگرچہ پذیرت ہو جو اور اخضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خاص خطاب کے اعتبار سے قسم کی ضرورت نہیں بھی مگر راعاتِ منتظرہ کے لحاظ سے مخالفون معاویوں کو خوار و ذلیل کرنے کے لئے قسم کو پیدا کیا اور ایسے مقامات میں حسب محاورہ عرب قسم کھانی عین فصاحت ہے۔ ہاں اتنا سمجھنے کیلئے علوم معانی و پایاوجع و بیان وغیرہ میں ہمارت ضروری ہے اور وہ آرپوں کو لفیض نہیں۔ ۵

ایشان زکبُ اُعشق بازی زکجا | ہندو زکبُ اوزبان تازی زکجا

علاوه بر آن قرآن میں قسموں کا صادر ہونا ایسا ہے کہ جب یا پرمیشور کا گایتری وغیرہ جھنڈوں اور سڑنچ وغیرہ سروں میں پیدا گانا اور بات بات میں فرمانا کہ اس بات کو تم نشیخ جاؤ۔ اب ہم پوچھتے ہیں بطریق سطور ویدوں کو پرمیشور خود گاتا اور یقین دلاتا ہے یا کسی رسمی مہنی کے غیر فصحی وغیر معتبر تھہرا نے سے بر تقدیر اول بڑا جھوٹا اور لغوسرا ہے کہ اگ پائی مسوح ہوا بھلی مذروں وغیرہ دیوتاؤں کی جھوٹی تعریفیں گاتا ہے کیونکہ جھوٹی تعریف دروغ گو کے سواز بان پر کوئی نہیں لاتا۔ مگر دروغ گلوکی کوئی بات قابل اعتبار نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ ویدوں کو کسی نے آجتک قبول نہیں کیا اور بہنہوں کی چھپا سے باہر اسے قدم نہیں دیا۔ کیونکہ اسکی آیت آئت کا نام رچا ہے اور رچا کے معنی میں جھوٹی تعریف بیان کرنا۔ اسپر جو ہم نے وید کی سطہ سطہ کو غور سے دیکھا تو ایک بھی جھوٹی تعریف سبھی خالی نہ پائی بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبقول اریہ پرمیشور دوسروں کو تو جھوٹ بولنے سے منع فرماسے اور خود مزے سی جھوٹ گاتا ۵ ایں معنی کراچیرت نزاً مُعْلَم کا رشیطانی نامہ۔ تقدیر دوم ایسا معلوم ہوتا ہے اگئی انگر وغیرہ وید کے روشنیوں کو اسکی رچاؤں پر عتماد نہیں تھا۔ اسوا سطے وہ ایک ہی بات کو بار بار سناتا اور تھوڑتھوڑا ہو ہو حروفِ تاء کید لاتا اور فرماتا ہو گا کہ اس بات کو تم نشیخ جاؤ۔

قولہ۔ سہنماج العابدین میں ہے کہ جو کوئی خدا کے کلام پر اعتماد نہ لایا اُس نے اپنے تین بھی
ہلاکت پہنچایا اور آمادہ سو گند کیا۔

اقول۔ آمادہ سو گند کیا یہ صاحب سہنماج کا مقولہ ہے قرآن و حدیث نہیں کہ حجت پکڑنے
یا استدلال کے قابل ہو۔

قولہ۔ پھر اسی کتاب میں حسن بصریؓ سے منقول ہے کہ ایسا آدمی مخدول و ملعون ہوتا ہے۔
اقول لا ریب جو شخص خدا کے قول پر اعتماد نکرے وہ ملعون و مخدول بلکہ مورد
قہر و عتاب ہوتا ہے۔

قولہ۔ پھر اسی کتاب میں ہے کہ بازیزید بسطامی نے ایک کفن چور سے سوال کیا اُس نے
جواب دیا یہ بہت بیشین قبروں سے نکالی ہیں مگر دو شخصوں کے سوا ایکور و قبلہ نہیں پایا
بازیزید نے کہا اسکا سبب یہ کہ انہوں نے کلام الٰہی پر ابرام نہیں کیا۔

اقول۔ اسکی باز پرس ہس کفن چور کے ذمہ ہو جنے اس حال کو بخشیم خود دیکھ کر بیان کیا تھا
لیکن قرآن شریف میں تو اتنا دار و ہے وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً
ضَنْكًا وَخَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَمةِ أَعْنَهُ مَلَكُ جو شخص قرآن حق سے روگردانی کرے بیشک اُسکے لئے دُنیا
میں نیکی کی گزارن ہو اور اٹھاویں گے ہم اُسکو دن قیامت کے اندرھا اور دوسرا مقام میں ہے
وَقَدْ لَذِتَكَ مُؤْلِّفَتَكَ دَكَّرَاهَ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ وَإِنَّهُ لَمَحِلٌ يَوْمَ الْقِيَمةِ وَزَرَاهُ خَلِيلٌ يُفْلِهُ
وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمُ الْقِيَمةِ حِمْلٌ اور تحقیق دیا ہے تھجھکوانی پس قرآن جو کوئی مسٹر پھیرے
ہس سے پس تحقیق وہ اٹھاویگا دن قیامت کے بوجحد دوامی۔ اور صراہی واسطے اُنکے دن
قیامت کے بوجھ اٹھانا۔ اسپر پردہ نہیں کو کبھی ذرا غور و تدبیر کرنا اور حق سے ڈرنا چاہئے۔

قولہ۔ ان بالتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا یہ مُحمدیہ نے اپنے کلام کی بُرا علتاری
دور کر نیکے واسطے بار بار سو گند کھائی ہے۔

اقول۔ اول توان بالتوں پر قرآن شریف کی صداقت کا مدار نہیں۔ دوسرے ان بالتوں

سے بھی ہمارا ہی مدعای ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص کلامِ الہی پر اعتماد نہ کرے وہ موردِ قهر خدا
مُتحقِ عذاب ہوتا ہے۔

چنانچہ جن کفار بد شعار نے حضرتِ ختمی مرتبت کی بنوت درسالت نہیں مانی تھی اور عناد
باطنی کے سبب قرآن شریف کی عظمت بھی کم جاتی تھی وہ طاعون وغیرہ امراض میں مبتلا
ہوئے اور کتنے کی موت مرے اور جن حضرات نے اسپر اعتماد و ابراہم کیا اور آپکو سچا
رسول جانا وہ ایمان لائے اور دارِ بن میں فائز المرام ہوئے۔

قولہ۔ بعضے اسکا یہ سوال دیتے ہیں کہ قرآن شریف بربان عرب اُرتا اور فصحیٰ عرب کا
قاعدہ ہے کہ جبوقت تاکید مضمون منظور ہوتی ہے اُسوقت قسم پا دکرتے ہیں اس لئے
خدا تعالیٰ نے قسمیں کھائیں ہیں۔

اقول۔ چشم بداندیش تو برکند باد | عین باد مہرش در نظر

یہ وہ حمدہ ترحیب و سخن دلپسند ہے کہ جس سی خصوم کا بول خطأ اور ناطقہ بند ہے مگر کیا کریں
اہل غنا قرأت کی قدر و منزلت کیا جائیں۔ سرمہ میستی کی خریدار العلوکی کیا قیمت پہیاں ۵

فتدرالوکی اتو جاتا ہے | ہما کو چند کب پہچانتا ہے

قولہ صفحہ ۴ کافرا ایمان نہیں لاتاً گو ہزار دن قسمیں خدا تعالیٰ کھائے۔

اقول قسم تاکید کلام کیلئے ہوتی ہے اور تاکید کلام کا حصر مخاطب کی تصدیق و تکذیب پر نہیں
ہوتا۔ اسواسے کہ متکلم مخاطب کے ذہن نشین کرادیئے کا ذمہ وار نہیں بلکہ اسکا کام ہے فقط
سنادیں یعنی حسب ضرورت ابتدائی یا طلبی یا انکاری ضرب احسن طور سے لگادیں ۵

فہم سخن گر نکند مسترع | قوت طبع از متکلم مجو

درحقیقت کا نجی ایمان لاتا ہی عرب ایران چین و ہندوستان گفرستان تھی جوں جوں ایمان
لائے مسلمان کیا اور بقول پروہنشین اگر کافرا ایمان نہ لائی تو مندرجون کی جگہ مسجدین مان
کیونکر نباتے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ نور پر سرور اُسی کو نظر آتا ہی جو انکھوں نے پروہ تعصیٹ یا ہے

اور جس کا مفہوم حجاب بجهالت میں مسٹور ہے وہ بیشکت سکا پر تو دیکھنے سے مغدور ہے ۵

ز آگیونہ زرد چون سازی نقاب	زرد بینی حبشه نورِ افتتاب
باشنا سی گرد راه و مرد را	باشکن آن شیشه کبود وزورا

قولہ صفحہ ۴ باقی قرآن پر کیا آفت آئی تھی کہ آنسے مغارب عرب کی پیروی کی۔ اگر خدا محدث کا یہی حال ہے تو فصحاء عرب کی طرح بُت پرستی بھی کرتا ہو گا

اقول۔ ناقص اعقل جو چاہیں لبکاریں اپنا کام تھل اور بردباری ہے ۵

آگر نادان بو حشت سخت گوئد	خرد مند مش بر ترمی دل بجوئد
---------------------------	-----------------------------

محاطہت میں محاورہ مخاطبین کی رعایت ضروری ہوتی ہے نہ آنکے افعال کی۔

قرآن چونکہ زبان عرب نازل ہوا اسلئے اس میں محاورات عرب کی رعایت لامحال ضروری ہوئی سو اسی طرح عمل میں آئی تائید کی جگہ تائید کی اور قسم کے محل پر قسم کھانی۔

اگر اہل خلاف کے نزدیک سخاطہت میں اتباع افعال بھی شرط ہو انگریزوں اور پارسیوں کی ساتھ انگریزی عبرانی فارسی بولنے میں وہ عشار ربانی اور حجم قربانی کھاتے اور آگ کی عبادات و عیزہ بجا لاتے ہوئے ورنہ اتباع افعال نہ کریں کے سبب آنکے کلام میں عدم فصاحتی اور بے اعتباری لازم آتی ہو گی۔

تہ معلوم وید کے مصنف پر کیا آفت آئی تھی کہ آنسے وید بنانے میں بھائوں کی پیروی کی سرتاب علم موسیقی کی راہ لی۔ شعراء عرب ایران کے کلام کی مانند باہم مربوط و متفقہ اور مقطع و مسجع نہ بنایا بلکہ آله وغیرہ کے مصنفوں کی طرح بے سروپا اور بے تکرارگ کا یا۔ اور آسمان و زمین وغیرہ سبکے رو برو نیاز مندانہ ماتھا لکایا

جس سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ وید کا مصنف کوئی معنی تھا اور گانے بجا نیکے معلوم و فنون سلطنت نہیں جانتا تھا اور وید بھی گانے بجانی کام کھانی مبنی بر قواعد غنا ہے۔

کلام الی بنی بر قواعد علوم پادی انام نہیں۔

قولہ۔ صفحہ ۴ مخلوقات کی قسم کھانی ایمان ہو یا کفر ان درصورت اول کیونکہ محمد صاحب نے مساوات اللہ کی قسم سے نبی فرمائی گویا محمد صاحب نے خلق کو ایمان سے روکا درصورت ثانی

بانی قرآن اشد مشکر ہے کہ مساوے خدا کی قسم کھاتا ہے۔

اقول۔ پیشہ عرض کر چکا ہون کہ مخلوقات کی قسم کھانی از روے قانون مکلفان کفران ہے کیونکہ ابھیں مساوے اللہ کی معیت وعظت کا بندوان کے دمین خیال پیدا ہو جانے کا گمان ہے وہ قدرت کا ملکہ حکمت بالغہ خدا و نبی کہ فرہ ذرہ میں نہان ہو جانے کے خیال تا قص میں ہنسیں ایت اور انہی اشیا کو مغضوب جانکرو جنے لگ جاتے ہیں اور یہی شرک ہے۔ اسواستے انحضرت علم نے غیر خدا کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے۔

اوسمی جانہ تعالیٰ کی ذات کہ مخلوقات کی قیودات سے پاک ہے اسکو شرعاً کامکلت یا مقصود چانتا اگرچہ دید والوں کا عین ایمان ہے لیکن اہل حق کے نزدیک صریح کفران ہو کیونکہ وہ قادر و مختار ہے مقدور محبوب نہیں۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بظاہر معظم مخلوقات یا نافع موجودات وغیرہ کی قسم کھاتا ہے و رحیقت اپنے جاہ و جلال کا مرتبہ جلتا تا ہے کہ جن چیزوں کو تم روز روشن کی مانندی دیتے ہو اور طرح طریکے فوائد ائمۃ اٹھاتے ہو وہ سب میری پیدائی ہوئی ہیں۔ برین تقدیر اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا ملک کی قسم کھانی اور مخاطبوں کے سمجھانیکو کہ وہ انہی کے ذریعہ سے قدرت قادر و صفت خاص پہچان سکتے ہیں بظاہر یہ عنوان قسم ہوا۔

گرچہ تیراز کسان ہمیگندزو	از کساندار بنید اہل حسرد
--------------------------	--------------------------

قولہ۔ بعضے محمدی اسکا جواب پیدبیتے ہیں کہ سو گندرا افتاد مهتاب غیرہ کہ اپنے کلام میں جو خدا تعالیٰ نے یاد کی ہو عظمت الکی پرداں ہو کیونکہ عظمت مخلوق بُریان عظمت خالق ہے۔ اقول۔ وہ کیا عمدہ جواب با صواب ہو گریے حسود راجہ کنم کو ز خود برج درست عظمت مخلوق بُریان عظمت خالق اسلئے ہو کہ خالق غیر محسوس اور مخلوق محسوس ہے اس سے بہت جلد عظمت خالق خانہ دل میں جا گزیتی ہوئی ہو اسلئے غیر اللہ کی قسم کھانی ذرست نہیں۔ قولہ۔ صفحہ قسم اشیا حلیل القدر کی کھانی ہیں کہ جبکا درجہ مافق درجہ مقسم ہو وے

حالانکہ بالا سے درجہ اور بحاثہ تعالیٰ درجہ ملائکہ مقرر میں وغیرہ بھی نہیں انہیں زریون گھوڑے
وغیرہ کا تو کیا ذکر ہے۔

اقول۔ اہل محاورہ ایسی اشیاء کی قسم بھی کھاتے ہیں کہ جو انکی مرغوب طلبوبہ یا بلکہ ہوں۔
حالانکہ انکا درجہ درجہ عالیٰ کے پاسنگ بھی نہیں ہوتا چنانچہ ہندو چینی اور گنگا اور جنابہ
کی اور سکھ گوروجی کی اور گرنتھ صاحب کی اور کھارگدھو کی اور حقہ نوش غیب لعینی حقہ کی نے
کی اور عامہ ہندو داپنی اولاد کی اور گائے وغیرہ اموال کی قسم کھاتی ہیں اور ان قسم کا رواج
نبایار تعلیم وید ہے چنانچہ بھروسہ بھاش دیانتی حصہ اول چھٹا باب منتربائیں کی تفسیر میں

دیانتی حصہ صفر ۱۲ میں تھی یہ (वरुण) न्यायकरने वाले सभापति
किये हुये न्यायमें (श्वन्यः) न मारने योग गो शादि पशुओं
की शायद है (इति) इस प्रकार जो शाप का होते हैं और हमलोग
भी (शापामहे) शाप धरने हैं शाप भी इस प्रकार द्वाका मत छो
ए (ورن) (الصاف کرنے والے راجا) कئے इये और हमलोग भी नहीं छोड़े गे ॥
ہوئے انصاف میں (اگھنیا) نمار نیکے قابل گائے وغیرہ حیوانات کی قسم ہو (اٹی) ایم جو
آپ فرماتے ہیں اور سہلوک بھی (शपाही) گائے وغیرہ حیوانوں کی قسم کھاتے ہیں۔ ثم بھی اس عمدہ
قانون کو مت چھوڑو اور ہم لوگ بھی نہیں چھوڑیں گے۔

اس معاہدہ میں فقط گوآد پشوخت رنج ہو اسکی روایادی اور بھیں گھوڑے گدے سے دخیرہ
چوپاؤں کی اور تیتیر پتیر مرعی کو سچ قاز نَاعَ وغیرہ پرندوں کی اور بکھری دخیرہ ملخ کی قسم جائز
اور عمدہ قانون ٹھہرتی ہے کیونکہ ان میں سے مار نیکے قابل ایک بھی نہیں اور انسی کی
قسم ماجا پر جا وغیرہ سب کھاتے ہیں۔

وحرم شاستر کے آٹھویں باب شلوک ۱۰ سے ۳۰ تک ہے کہ جس مقدمہ میں مدھی و مدھانی
گواہ پیش نہ کر سکیں تو سچ مجموع حال دریافت کرنے کے واسطے حلقت اور ٹھانہ

چاہئے۔ اسکے زمانہ میں بڑے بڑے رشیوں اور دیوتاؤں نے اپنے مطلب کو
ملکت اٹھائے ہیں۔ داشت رشی تے یونانیوں کے بادشاہ کے حضور میں قسم کھانی
داشت کے زمانے میں ہندوستان کا بادشاہ سکندر یونانی تھا، ادنی سے معاملے
میں پنڈت جھوٹی قسم بھی نہ کھائے کیونکہ جھوٹی قسم کھائیوالا اسکے جہاں میں مارا جاتا ہے
اپنے مطلب کو یا بہمن کی حفاظت و عینہ مالی دولت کے معاملے میں کھائے
تک وجہ عجیب نہیں (بلکہ مال ملتا ہے) بہمن کو سچ کی راجپوت کو ہتھیاروں اور سواری کی
ویش کو حیوانات کی جاث گوجر وغیرہ شود رونکو تما مگنا ہونگی (یعنی چوری جو ہے شر بخوبی
زنا حرام وغیرہ کی) قسم دلاوے اور لوہے کے گوئے گرم کرو اکر اٹھوادے اور اہل مقدمہ کو
پانی میں ڈبوادے اور اسکے بچوں اور جورد کے سر پر الگ الگ ہاتھ دھرا دے یعنی جورد
کی جگہ اور بچے بچے کی قسم جگہ دلاوے۔

اب یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا گاۓ گدھا بھیر بکری تیر مرعنی جنیوں گا جنبا
جور و بچوں وغیرہ کا درجہ پر مشور کے درجہ سے بالاتر ہے کہ انگلی قسم اس نے خود کھائی ہے
یا بقول پروہ نشین پر مشور اور منو وغیرہ اور راجا پر جامد کورہ اشد مشک ہیں کہ انڈے بچے
اسکے حیوانات کی قسم خود بھی کھاتے ہیں اور دوسروں کیوں اس سے انگلی قسم کھائیں کو عمدہ
قانون تبلاتے ہیں اور بزرگ ہمورت مفترض اپنے مذہبی علم سے واقعہ نہیں کہ جو تمیں
اسکے مذہبیں شرعاً دقا نوں اجازیں ہیں وہ ان کی ہنسی اڑاتا ہے۔ پس اس حیثیت
سے اپکا یہ اعتراض قرآن پر نہیں کیونکہ وہ مخلوق کو مخلوق کی قسم کھائیسے منع کرتا
ہے بلکہ وہ پر ہے کیونکہ وہ درست تبلاتا ہے۔ پس مفترض نے اپنے دیدوں پر آپ
اعتراض کیا اور آپ ہی انگلی ہنسی اڑاتی ہی۔

افسوں جن کے مذہبیں ایسی بھیودہ اور لغو قسمیں قائل نہ امر و نج ہوں کہ جن کے
زبان پر لانیسے بھی شرم آتی ہو وہ جماعت بالہنی کے سبب قرآن شریف پر مفترض

ہوتے ہیں اور اہل حق بوجہ قانون کی پابندی اور حکم شرع محمدی لاذاختا طبہ مجاہد
قالو اسلام کاف نہیں کرتے خون کے گھونٹ پیکر چپ ہو جاتے ہیں۔ ۵

پری نہفته رُخ د دیود رکر شہزاد	لبخخت عقل زیرت کین چہ بوجہ بیت
--------------------------------	--------------------------------

قولہ۔ صفحہ ۱۵) اشیاء مذکورہ کی قسم کھانی سراسر واہیات ہے لے
اقول۔ دیکھنا کبھی آپ کے سہم نہ ہے لوگ نہ سُن لیں در نہ دو بالوں میں سے آپ کو
ایک ضرور کرنی پڑے گی۔ یا حسب اقرار خود ویدشا ستر کو جھوٹا اور واہیات کا ذخیرہ
۱۵ اشیاء مذکورہ سے آپکی مراد انجیر۔ زیتون۔ گھورا دعینہ و اشیاء مرقومہ صالہ میں کہ جکو آپ تاذقی کے
سبب اونٹے اور حیر جانتے ہیں حالانکہ دھادٹے اور حیر نہیں بلکہ افضل ترین میوه جات دھیوانات
از رو سے علم نباتات دھیوانات میں۔

انجیر تو اس لئے کہ اسکو دسرے یو جات پر ایک خصوصیت ظاہری ہے اور ایک باطنی ہے ظاہریہ
ہے کہ دہ غذا بھی ہے اور دو بھی اور میوه کا میوه اور حد لطیف سریع المتصم میتن طبع۔ سترے مواد کو
بدکن باہر پہنچنے کی راہ نکالتے ہو۔ اسی لئے با وجود حارت کو بھی، ہٹ کو متیند پڑتا ہے بلغم کو تحلیل کرتا ہے سام
کو کھوتا ہے آواز کی گزٹگی کو نافع الات حجرہ کو سودمند صفائی دہن بدن کو فرہ کرنا والا۔ گردے اور مشان کو نگزیرہ
پاک کرنا والا۔ کبد و طحال کے مدد درفع کرنے میں بے نیظر۔ بو ایس کو درفع کرتا اور اندرس کے درد کو فائدہ بخشتا ہے
تعجب ہے کہ انجیر سبکا سب کھایا جاتا ہے۔ اسیں کوئی چیز سمجھنے کے قابل نہیں ہوتی۔ قرآن شریف کی لائسند
سرسر مخرب ہے۔ کہ نہ گٹھلی رکھتا ہو نہ چکلکا اور نہ کوئی بیکار رگ دریشہ کہ سچنکدیا جائے۔

نقل ہے کہ ایک شخص شہ دین صلم کے حضور میں انجیر دن کا طلاق ہدیہ لایا اپنے قبول فرمائی اس میں سے
خود بھی کھایا اور احباب کو کھلایا اور ارشاد کیا کہ یہ میوه بہشت کے میوزنکی شاپ ہو کہ اس میں گٹھلی جھپٹکا
وغیرہ سمجھنے کے قابل کچھ نہیں۔ حضرت امام علی موسیٰ رضا سے منقول ہے کہ جیشہ انجیر کا کھانا
بوئی دہن کو دور کرتا ہے اور بال یا ہر کرما اور ٹریعتا ہے فوج سے محفوظ رکھتا ہے۔ ان سبیل تو نکو ملا دہ یہ
یہوہ نہایت لطیف ارجیس الخلق تھے ہونیا بنا یا لقرح جھوٹا ترکار جس سے کھانیہ ایک کو گیدر جکی جنت ہو یا مشقت پڑتے

قرار دینا پڑیجہ کیونکہ اسے اشیاء نہ کوہ کی قسم کھانی کو عمدہ دستور تبلایا ہے اور اسی پر عالم را مدد کرنے کیوں آریہ بزرگوں نے وجب بھرا یا ہر چنانچہ داشت جی کا بیان اور پر لفڑا یا اپنے روکو اب ہی چاٹنا ہو گا کہ صریحًا دھرم پستکوں کے خلاف اگلا ہو۔

یہاں پر معترض کی طرح اگر تم بھی بھیودہ سرائی کریں تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ سعین پر مشور خود کھاتا ہو یا کوئی رشی منی دلاتا ہو اگر خود کھاتا ہو تو کاذب ہونیکے علاوہ ٹبرابے سمجھہ ہے کہ گمائے وغیرہ حیوالوں کی قسم کھاتا اور دلاتا ہے اور یہ نہیں سوچا کہ قسم خور کی بات

انجیر کی باتی حصہ صیہین یہ ہے کہ اہل کمال سو مشا بہت گلی رکھتا ہے کیونکہ اسکا ظاہر و باطن کیساں ہے دوسرے یہو نکلی خلاف کہ اُنکا ظاہر یا باطن پھینکدیے کے قابل ہوتا ہے سب کا انتہیں کھایا جاتا انجیر کا درخت اپنے کمال کو قبل زروعی کرتا ہو کہ پہلو پہلا نکالتا ہو پھر پتے نکالتا ہو دوسرے درختوں کے خلاف کو وہ پہلو پتے اور پھول نکالتا ہے۔ بعد ازان اپنی صلاحیت ظاہر کرتے ہیں گویا یہ درخت صفت ایسا سو موصوف ہے کہ پہلے غیر کو فائدہ پہنچاتا ہو کھپرا پنی آسائی اور فائدہ کی تدبیر کرتا ہو دوسرے درخت معاملہ دار اُنیسوی طرح ہوتے ہیں کہ پہلے اپنا بھلا کر لیتے ہیں بعد میں دوسرے کو فائدہ بخشتے ہیں۔

جس قدر خلقت کو انجیر سے فائدہ پہنچتا ہو دوسرے میوه دار درختوں سو کم پہنچتا ہو اُن تو یہاں بھر میں کئی بار بار درہوتا ہے، دوسرے اسکے پھول اور کچھوں پھل گوند دودھ پتے چھاک کو فیل شاخ جڑ وغیرہ سب کام آتے ہیں کوئی چیز بیکار نہیں جاتی۔ اُنے اسکے پتوں کو ڈونے اور پاٹر پیل بناتا ہے۔ عیالی رعنی وغیرہ دھوپ اور مینہ میں اسکے پتوں کی چھپڑان بناتے ہیں پیاسی مسافر وغیرہ اسکے پتوں کے ڈول بناتے کنومیں سوپانی نکال لیتے ہیں۔ اسکے پتے بیاس کا کام بھی دیکھتے ہیں۔ اسلامی مورخین کی روایات کیمیوانی حب حضرت

اوم کا بیاس حصہ چھپن گیا تو اپنے بہشت میں اسی درخت کے پتوں سے اپنا بدن ڈھانکا تھا۔

علاوہ برلن انجیر کے گوناگون فوائد کتب طب اور علم بنا تات کی تشریح کی کتابوں یعنی بالتفصیل موجود ہیں جنکے دیکھنے سو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت اشرف الہیات ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسکی جامیعت پر کہ بہیوں کی خوبیات اس میں بانی جاتی ہیں، اوسکو فوائد کثیرہ اور منفیتی پر مطلع کرنے کے لئے قسم

قابل اعتبار نہیں ہوتی اگر کوئی رشی دلاتا ہے تو اسکو پر مشیور کی رچاؤن پر اعتماد نہ ہوگا یا جو قوت شیون مکواں کی رجائیں گا نے یعنی جھوٹی تعریفیں بیان کرنے پر لقین نہ آیا تو اسخون نے قوہ سمجھ لایا اپر پر مشیور کو جو یونہی غیرت آئی توجیٹ گاے دغیرہ ڈھورنگی قسم کھانی پر ممکن تو ایسا بخنا ہی منظور نہیں۔

قولہ۔ صفحہ ۱۰۴) اگر عظمتِ خالق اسی پر نحصر ہے تو خدا کو لازم ہے کہ اُنکے آگے سجدہ بھی
بجا لائے تاکہ اُنکی عظمت سب پڑا بت ہو جائے۔

کھنی ہے اور اس مناسبت کی کہ وہ انسان کی جامعیت سے رکھتا ہے رعایت فرمائی ہے
اور اپنے مصنوع میں اپنی صفت صنائی کی عظمت جنمائی ہے کہ ایسا عجیب اخلاقت منع خاند دخت
ہنسنے ہی پیدا کیا ہو گر جکے منہ بڑھتے ہیں۔ اور گولر۔ اور پیلسیان اور کیت اور بیل وغیرہ ہندی
یہوے لگت ہے یہاں اور مٹولی کی سمجھی اور بھتیا کی سون لالی کی سون کھا کھا کر عقل ماری گئی ہے
وہ انجر فریتون کی حقیقت اور جستی یہود کی نذت کیا جائیں مخل شہور ہر رع چہ داند بوز نزلات اور
دیانندی بجا ش میں پیل کے درخت کی فضیلت بشار بیان ہوئی ہر پیچر وید باب ۲۱ منتر ۵۷ دیانندی
بجا ش صورت احمد سوم ینج سُنْدَرِ فَلَوْبَا (سُنِيِّيِّيَّلْ) سُنْدَرِ فَلَوْبَا (سُنِيِّيَّلْ)
لَا يَقِيْلَ عَلَى (إِنْدِرِيَّ) يَسَارِيْكِ لِيْلَيْ (مَدِيْ) مَيِّيْغَ فَلَوْبَا (پَصَنْتَهْ) فَلَكَ وَيَسَرَ سَفَكَتَا
یعنی (رسرو ترا) بڑھتی ہوئی طرز کیسا تھا (رسو پلاہا) خوبصورت چلوں والا پیل درخت (اندر اے)
جاندار کیلئے (مُر ہو) بیٹھا جبل (پچتے) جیسے پچے دیے پچتا اور درست ہوتا ہو یعنی بڑی مشکل سے
کھنیکے قابل ہوتا ہے بجا ش مذکور کے صلاحت سوم میں بشرح منتر ۱۳ کے لکھا ہے
(پَصَنْتَهْ) اَنْدَرِ بَكَارِيَّا (بَايُهْ) پَفَنْ (छَوَّاَيْ) كَادَنَهْ کِهْ دَبَسَهْ
لَا سَيْلَتَيْرِيَّ (کَالِيْ) چَوَّاَيِّيَّوْنَ لَمَزَيْ (لَمَسَهْ) مَيِّدَهْ سَهْ (لَيَّيَوَدَهْ) بَاتَ
لَعَسَهْ (لَعَدَهْ) عَنْتَنِيَّكِهِ سَأَيَّ (شَلَمَاهْ) سَمَنَهْ بَرَعَهْ (لَهْ) خَوَافَهْ (لَبَرَعَهْ) پَالَهْ

اچھی طرح کی پختگیوں سے ہوا کامنے کے ڈھبے کالی چوپیوں والا اگنی بادلوں سے

اقول۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی عظمت نظاہر کر کے اپنی عظمت ثابت کرتا ہے کیونکہ وہ اسکی مخلوق ہیں اور مخلوق کی عظمت خالق کی عظمت پر دال ہو کہ جن آشیاء کی خلقت اور اصل حقیقت کی دریافت سے تم عاجز ہو وہ سب بیری پیدا کی ہوئی ہیں۔ پس انسان اگر اللہ تعالیٰ کے مساوا کی قسم کھائے تو عظمت خداوندی ہوئی منحث اور غیر کی عظمت کا معتقد کھلا پیگا۔ اسوسے غیر خالق کی قسم کھانی انسان کو بمالِ جان ہو اور اللہ تعالیٰ کے سبکا مالک متصف ہے مقدور مجبور ہیں۔ اور تم کے بہاس میں حکمت عملی کو بطور حجت عقلی کے پیش بڑھ کا درخت خیر کے ساتھ سینبل کا درخت تجھکو پائے۔

اور یہ بھی اُسی میں ہے (دیوئی) بجلی کی طرح روشن (ہعنی پرن) چکتے ہوئے سہری پتوں (مدھو شاکنا) شیٹھی شاخون والا۔ (سوپلای) خوبصورت پیپلیوں والا (دیوہ) پیپل دلیو عمدہ عمدہ گن دینے والا (دشتی) بن کا مالک سورج کی کرنون میں جل پھونچا کر کرنون کی حفاظت کرنے والا (دیوم) عمدہ گن داسے (اندرم) ابر کو (اور دھین) بڑھادے را گرین) بست اوپنجا لبنا ہونے سے (دووم) سورج کو (اپکرش) چھوے (انترکش) آکاش کو (دھومی) اور زمین کو (ڈا درہت) خوب دھارن کرے (وسودھین) کل عالم کے (دہورنے) دھن دینے والا جیو کے لئے پیدا ہوئے۔ پس پل کیا ہے زندگی کی غذامروں اور سورج کی کرنون کو چل پھونچانیکا اور یہ جنگلات کا مالک و محافظ ہے اسی خیال سے سچے آریہ اسکو جلد دیتے اور مُردوں کے نام کی گھریان اسکی شاخون کے ساتھ اور زان کرتے ہیں۔ اور ہر صورت فاہر ہے کہ قدریہ ایونکی لگڑان پر ٹبوں اور سینبلوں اور پیپلیوں پرستی اخین کو اڑھتے بچانے اور پکارتے کھاتے اور اسی مفت کی نعمت کے گیت گاتے تھے۔

زیتون کا درخت بھی اصم بآسمی ہو اور جامع فوائد اسکے ظاہری فوائد یہ ہیں کہ اسکے پھل کو سرکر میں آچاہنہا کر کھانا مدرسے کو قوت دیتا ہو جھوک بڑھا ہاہر دو بھی ہو غذا بھی ہو زیتون کا کھانا طبع کو ہستہ بخشا ہو سقوی باہمن بدن بھی ہو اگر اسکی تھلی کا مغز چربی اتنا ہے میں ملا کر بوڑھی کے

کرتا ہو اسکو قسم کھانی دیستے ہی کیونکہ خالق مخلوق کا قادر و مقدور کا حکم و حکوم کا حکم ایک
نہیں ہوتا پس اللہ تعالیٰ کی قسموں کو انسان کی قسموں پر خیال کرنا قیاس مع الفارق ہے۔
قولہ صفحہ ۶۷، قرآن مجید کے جملہ فقرات قسمیہ صريح دال ہیں کہ قرآن محمد صاحب کا بنایا ہوا ہے
اقول ناظرین صولات ہند کی صفحہ (۵۷) کی یہ وہی سطر ہے کہ جو بین منوال ہے وہ اللہ تعالیٰ فقرات
قسمیہ صريح دال اند کہ قرآن مباحثہ پر و احتجاج محدث جس سیفی صاحب کا اول فتح ہے نا بعد از ان
فتوح ہنیکی وجہ سے غیر معترض ہونا اُنسی کے کلام کے موافق ثابت ہوتا ہے کہ پس اُن کے نزدیک

بدن پر ماش کریں تو جدام کو درفع کرتا ہو اگر اسکے شیرہ کا فرزد عورت یوے تو بچہ دان کا بہنا
سو قوت ہو جاتا ہو اگر ناک اور پانی میں اسکا پھل ملا کر غرغڑہ کریں تو وادیوں کی چڑوں کو منہبوٹ
کرتا ہے باقی جو کچھ فوائد اخیر میں ہیں وہ بھی اس میں پائے جاتے ہیں علاوہ برلن زیتون کا فائدہ
سال سال تک باقی رہتا ہو اسکے پھل کو جو کچھ کچھ چھڑتے ہیں انکا تسلیم بنتا ہو اسکو طبیب لوگ
زیست الانفاق کرتے ہیں وہ چرا غون قند میون دعیرہ میں جلانیکے کام اتا ہو اسکی روشنی نہایت صحت
اور طیف ہوتی ہے جو شفا فی اسکی روشنی میں ہوتی ہے وہ سرسوں دعیرہ کے تیل میں نہیں ہجئی اور
جو چونچہ بھل گرتے ہیں انکا تسلیم بھی نکاتے ہیں اسکا نام زیست الطیب ہے۔ کہ از حد صاف
اور نہایت شفافت اور خوشبو دار ہوتا ہے بالوں کو سیاہ کرتا ہو تو بخ کے درد اور انشپریون کے سارے
دفع کرنے میں اور اسماں کو حق میں ازٹڈی کو تیل کی خصوصیت رکھتا ہو ماش اور خدا کی باب میں رعن
گل کی مانند ہے اور شری و مجرہ و قوباد صدای و در دل قرش و جمع مغافل و سبل اور طوبت غلیظ کو کلپکون
بین سچتی ہو نہایت مفید ہے اگر کچھ کے کام پر لگا میں تو بہت جلدی درد کو ساکن کرتا ہے
زیتون کی کونیلوں کا سگ پچاہو گا ٹڈنکی بھوجیا اور ترکاری بہت عمدہ بنتی ہے۔ زیتون کی کوڑی
کی تشیع تختی لامبی کنگھی دعیرہ صدی اور شیا ربعتی اور خلقت کے کام آتی ہیں۔ غرضیکہ اسکے پھول بھل کچھ
اور بے گلھلی کے بیچ پتے اور ہنسیاں دعیرہ سب چیز کام آتی ہے کوئی بیکا نہیں جاتی۔

زیتون کی باطنی خصوصیتیں یہ ہیں کہ جب اسکا تسلیم جلتا ہے تو کمال نوازیت اور چمک پیدا کرتا ہے۔

جگہ قسم خور کا قول فاصل حجت نہیں تو یہاں پر اسکا پیش کرنا فضول ہے۔ دوسرے نشی جی کو اعتراض سے بچانی کیوں اسلئے پردازشیں نے چٹ فقرہ قسمیہ آڑا دیا اور مالِ سرو تھم کرنیکی نیت سے فقرہ آخر کو کہ فارسی تھا اور دو کرد پاتا کہ مسراخ نہ چلے ع چہ دلا درست دُزدی کہ بکف چراغ دار دے۔ قرآن شریعت اخیرت مسلم کا بنایا ہوا نہیں کلام آئی ہے اسلام کہ آن سروردین میں شاعری کا مادہ بکھل نہیں تھا، اسی وجہ سے آپ شعر کی سوز و فی وغیر مروزنی کبھی علوم نہیں کر سکتے تھے عالم النزل منطیعہ بکھبی صفحہ ۳۴ میں حضرت حسن ہری مردی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تیشلا بھی صریح

ہی وجہ سے اہل کمال کیسا تھا اسکو زیادہ نسبت ہے کہ جب بہ رپی حیات کے پھل کو ریاضت کی گئھائی میں گلا کر روح کے لطیف کر نہیں کوشش کر کے بہت سچھ رقت و لطافت پیدا کر لیتے ہیں اس وقت بڑی روشی اور فوائد میں حاصل ہوتی ہے اور با دجوہ دس بات کو زیتون کا تسلیم دھوئیں کی سیاہی سے ارواح کامل کی مانند اور پر لوز ہوتا جلت دوسرے تیلوں کے کہ وہ باطل کی ریاضت کر زیوالون کی طرح دخانی سیاہی سے ریز ہوتے ہیں اور بھی بھی ہے کہ اہل فکر و استدلال کیسا تھر۔ بخوبی مُناسبت رکھتا ہے کہ معلومات کو حال کو فکر کی قوت میں گلاتے اور اسے ہیں ناکر روشی اور جپک پیدا کری اور چیزوں کی حقیقت دریافت کر نیکو چراغ کی روشنی کی طرح کام میں لائیں زیتون کو قرآن شریف کو لفظون سی بھی مناسبت ہے وہ جسموقت قرآن کے لفظون کی آمیزش کو اسکو محفوظ سے عیحدہ کریں تو حقائق انوار الہی کی آب و تاب و کھاتا، ہو اور بھی بھی ہے کہ تمام دنیا کو دختوں سوز زیتون کی عز زیادہ ہوتی ہے فلسطین شام میں زیتون کے درخت سکندریون نامی کی ہمراہ یوں کی ہاتھ کے گھائے ہوئے اب تک موجود ہیں اور وہ اسوقت نگاری گئوں تو کہ جب سکندریون نامی نہدوستان کی طرف آیا تھا یعنی غذشہ شی کے وقت کے ہیں پس ہر درخت کی عمر اجتنک عرصہ دھانی ہزار سال سوز زیادہ ہوتی ہے اور بھی بھی ہے کہ حضرت ابی یحییٰ علیہ السلام نے زیتون کیوں اسلئے برکت کی دعا کی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اسکا نام شجرہ مہا کہ بیان فرمایا۔ یہ بھی ہے کہ اسکی پیدائش کی جگہ زیادہ تر ملک شام پر جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگوں کی انبیاء و اولیاء کی بو دو باش کا مقام ہے۔ یہ بھی ہے کہ ہری درخت کے درمیان حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر پس اڑ پلغرانی شعلوں کو آگ کی مانند چمکتے دیکھا تھا گو یا یہ محل انوار تجربیات بھی ہے۔

کفے پلَا هَسْلَامَ وَالشَّيْبُ لِلْمَرْءِ نَاهِيًّا اسوقت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا
یا رسول اللہ شاعر نے تو یون کہا ہے ۵ كَفَوَ الشَّيْبُ وَالْهَسْلَامُ لِلْمَرْءِ نَاهِيًّا علی ہذا
حضرت عائشہ سے روایت ہو کہ ایک دن پیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اخی بن قیس کے اشعار سے
کسی بات میں نہ تسلی دی ۵ سَبَبِيْدِيْ لَكَ الْيَامُ مَا كُنْتَ جَاهِلًا فَوَيَا تِيكَ بِلَأَخْبَارِ
مَنْ لَوْيُزَ وَدَتْوَابَخَنَبَ کی زبان مبارک سے صرف عکس اخراجی یون نکلا دیا تیکَ مَنْ لَوْيُزَ وَدَ
بلَأَخْبَارِ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ مصروع یون نہیں ہو تو

آجھاں زیتون کے ظاہری فوائد کے ساتھ باطنی لوز ایت وغیرہ بھی رکھتا ہے اور کمالات انسانی سے اسکو منابت
بنت گچہ ہوا سو اس سطے ہر ایک بدل اور سیوہ دار درخت سے افضل اور سلطنت قدرت قادر ہے۔ مگر نیم کا تسلی جلد
وابے اور منویان کھانیوالے اور زیم کی پیان چاہئے وابے اور سپوان باندھنے والے سوم لٹا اور
جنگ بوزے چرس سچدد کے رو برو زیتون کی خوبیان کیا بھیں اور ان کو زیتون کے فوائد سناتا
ایسا ہے کہ جیسا اندھے کی راہ میں چڑاغ جلانا یا بھینس کے رو برو میں بجانا۔

پس اللہ تعالیٰ نے زیتون کی خوبیوں کو اور حقیقت صفت کو قرآن میں قسم کے پیرا یہ میں طاہر کیا۔ یعنی
صحیفہ قالون قدرت کے بدیہیات کو امر شریعت کے دقائق حل کرنے کیوں سطے شاہد کو طور پر قسم کو بیاس میں
ظاہر کیا ہوتا کہ اسکے طبق و فعل میں تواافق و تطابق پاک بخوبی سمجھیں کہ جسکے لفاظ میں بشکری سی کہ ای قول ہے
اسکے علاوہ میں اور زیتون اس پہاڑ کا نام ہے جس پر مسیح اور نبی موسیٰ کو سیدہ النبیم ہوا تھا کہ تیر کو بھایوں میں یہی نہنہ
میں ایک بنی بر پاک و بیگانہ اور راپا کلام اس کے متنہ میں مذکور ہے اور نبی موسیٰ پر یہ بھی نازل ہوا تھا کہ خلق دنیا پر
جلوہ گر ہوا۔ اور حضرت یسیٰ علیہ السلام سے یہ دیوں کے دریافت کیا تھا کہ کیا تو وہ بھی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحہ
فرمایا نہیں دہ اینوالم ہیں اور میں اُنکا مشیر ہوں۔ پس صورت میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کو قسم کو پیرا میں نہ کر کرنا
کہ جس بھی کی شان میں زیتون اور تین پہاڑ پر مشتمل گیوں کی گئی تھی وہ حضرت محمد میں افسوس کہ باوجود دین اور زیتون کے موجودہ
تم اس وعدہ کو ہائل فرموئی ہو گئے۔ اور حضرت محمد کی شان میں بُو بکانے جوں چراکر تو ہو جو کہ علماء کی شان سے بعید ہے۔

گھوڑا تمام حیوانات میں بڑی بڑی خوبیوں سے بھر پور اور اعلیٰ اعلیٰ شرافتوں سے مشرفت و محترم ہے اور ایسا بھی

وَمَا عَلِمَ اللَّهُ مِنِ الْشِّعْرِ وَمَا يَسْتَغْفِرُ لَهُ^{۱۰۷} ترجمہ نہ سنتے اپکو شاعری سکھا فی اور نہ وہ آپکو شایان ہے

کہ اسکی قبریت کی کوئی حد نہیں اور ایسا سرکش اور قوی کہ جسکی رہنمائی میں مشہور ہے۔

سنکرت میں گھوڑے کو آسو فارسی میں اسپ زندگی میں اسب ہرنی میں شہبک تھیں باعتبار زنگ اور قیز رختاری کے کہ شہاب کی طرح صاف روشن اور خوش رفتائی تھی اسکا نام اشوب ہوا۔

ایک قسم کے گھوڑے کو دیکھتے ہیں جس وقت وہ گرا جاتا یا سرکشی پر آتا ہے سوار کا پرکٹکر کر کر اور تباہ ہے

اگر انہی سہیاری سے سوارنگرے تو مجھکر یا پشتگر پلا کر یا اگا اٹھا کر غرضیک بہ صورت گرد تیا ہوا سکے

پھرے پڑھوئی آثار نایاں ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ یک قسم کے اور گھوڑے خاص ہیں کہ پانیوں میں ریتے

ہن اور خشکی میں دوڑتے ہن مرکب کے مرکب حال کو حال گھر کی زینت اور تجارت کا اس باب اسکی ذاتی

خوبیان سلوتری کتابن مطالعه کرنے پر منحصر ہیں از روئے مذہب ویدک بقول مہی دھرمگ باشی گھوڑا

یہاں کی عورت کے دامنے آجیات کا چشمہ ہے می دھر جا ش مطبوعہ کلکتہ بخشیدھ باب ۲۳ منتر ۲۰۱۴

اسو مید عدیج پنیر گھوڑے کے ہونین سکتا۔ گلوب وغیرہ میں ایک ہزار منٹر گھوڑے کی تعریف میں خود مشترک

لے گئے ہن آرپہ بزرگان اسکی قربانی کو اعلیٰ درجہ کی عبادت چانتے رہے ذرا سخت لتواریخ مروجہ مدارس

سرکاری اور حماجھارت وغیرہ ہندوں کے میران ملاختہ ہوں خود بھروسید کے مترے و حنم کیوم نشیتی من الشور

فرماتا ہو رکھوڑا ایسی عمدہ و مقدمہ قربانی کی حیرت کر کے سکے کئے اور پلے گوشت کو اور سکر سخز کو دیکھ کر دیتا

پر کو خوش بودی من اور گوشت چشمی کی خوب شنیدن سوچه کر ماری خوشی کو کھو لین بنین سماز اور چین حیرت برانگیر کھلا

حکماً کہتے ہیں۔ لیکن کوئی دل کھو وید اور قرآن کا مقام بلہ مولف خاکسار افسوس سرد نہیں رہنے والا قاغز کے

سبزه مقدس هنرکواد فی خال کرتا سو الشد تعالی فی رسلی قسم جو که افی تو سه ظاہر کیا که ایسا کرش حانو کر تام

خوبیوں کا جرشیہ اور قربانی اور تصحیح کے قابل شہابیت مانند تیزروان کو پیدا کیا اور بمحفاظہ طامن نہیا یا۔

پس اس ہو رت میں انسانی صنعت کا ملک کی وتم کھائی مگر نادان آدمی تک چھین تو کیا کیا جائے

اپنے حق کا کام تو سمجھنا ہی سونتھیں کرنا ہے برسوں ان بلاغ باشد لیں +

پس اپ اُمّتی ہو کر قرآن شریف عبیٰ جامع العلوم والفنون مِنْ فصاحت وبلغت حرش پر
حکمت وہدایتِ محیم وضخم کتاب کیونکر بناسکتے تھے باخصوص ایسی بیشل اور بے نظیر کہ جبکی
نظیر و مثل لائق سے جن ملاجئ انسان روحاںی وغیرہ جملہ مخلوقات عاجز ہوں اور رہبات میں
وہ سب پر فوقِ لیجائے جواہر تورات و عیتہ الہامی نوشتوں اور ویدوں اور دساتیر سو آجتک
نہیں ہو سکا وہ گل عالم میں عرصہ ۱۳۰۰ سال کے اندر کھیلا وے۔

بخلاف عالیگیریہ دلایت کے ذفتر کو کوئی ذمی موح نہ سکتا، ہو یا سکے مقابل کچھ کہہ سکتا ہے
ہرگز نہیں۔ پروانہ شیخ جیسے جاہل ناحق، فتر اپردا زیان کرتے ہیں۔

اگر زندگی کے فہرست میں یہی سماں ہوا ہو کہ قرآن آن سرور دین کا بنا یا ہوا ہو تو یہ لوگ بھی آخر
انسان ہی ہیں تو راپاریوں سہیت مل جلکر ہتھ کریں مشن اور سماج کی کارروائیوں میں
جو لاکھوں روپیہ خراب کرتے ہیں اور جھوٹے الزام لگا کر ناحق دوزخ کے گندے سے بنتے ہیں
اس میں کیا فائدہ ایک آدھ سورۃ یا ایک دو درج عربی عبارت قرآن شریف کی مثل ناکر
مسلمانوں کو ملزم کھراویں کہ جو تیرہ سو برس سے تھا ردعویٰ چلا آتا تھا اسکا جواب شافی
یہ ہوتا کہ آرے وغیرہ منفتری اپنے دعویٰ میں سچے سمجھے جائیں اور اگر اسکی مثل لائے
تو پھر اسکے مفسد اور منفردی ہونے میں کیا شک ہے۔

آپ کے گورودیا نند جی نے ستیارتھ پر کاش میں لکھا ہو تھا بیہ کوئی بات ہے کہ اسی نند
کوئی سورۃ نہ بنے کیا اکبر بادشاہ کے وقت مولوی فیضی نے بنا نقطے کا قرآن
نہیں بنایا تھا۔

مگر کیا کبیں پڑت جی نے اپنے بھولے پن سے جسکو قرآن خیال کیا وہ بھی قرآن مجید
کی تفسیر ہی تکلی اور خوبی یہ کہ اس میں لکھا ہو قرآن مجید چونکہ ایک بیشل کتاب ہے اس سطھ
میں نے بھی اسکی یہ تفسیر صنعت عجیبہ میں بے نظیر بنائی ہو کہ قرآن شریف کی رونق
بڑھئے کیونکہ روئے زیرا کو طلس و دیباہی زینت بخش ہوتا ہے نہ دری اور ڈمٹ۔

پھر قرآن شریف کے بے نیزہ نیکو فیضی نے بڑے زور سے ثابت کیا ہے اور اسکا مقابلہ کرنے والوں کو متفسند کم عقل و تہمی عنادی حساد و غیرہ لفظوں سے یا دکیا ہے دیکھو اسکی اصل عبارت (وَإِنكُنْتُ قَاطِلًا حَلَامًا هُنَّ رَبُّكُمْ إِنَّهُمْ يَرَوْنَ مَا هُنَّ مُؤْمِنُونَ
لَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ حَلَامٌ كُلُّ أَحَدٍ مِّنْكُمْ وَعَوْرَصُدُورٍ كُلُّهُمْ مُّؤْمِنٌ
(نَزَّلْنَا) وَهُوَ الْأَرْسَالُ سَهْلًا سَهْلًا وَكُلُّهُمْ مَالَمَاءِ وَهُنُّ لَا مَا هُنَّ كَلَّاهُمُ اللَّهُ
وَهُرْسَلُهُ وَلَا لَوْرَسَلُ كُلُّهُ مَعًا كَالطَّرْوَسِ الْأَوَّلِ (رَعَى عَبْدِيَانَ) حَمَدَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ مَمْلُوكٍ لَهُ رُوحٌ وَدَرْكٌ وَهُوَ أَحَدُ الْكُلُوبِ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَإِنَّ
لِسُورَةِ) هُلْمُونَ أَمْصَلَ سُورَةِ كَلَّاهُ وَسَاطِهَا وَطَوَالِهَا (مِنْ هِشَّلَهُ) عَدْلَ مَا
أَرْسَلَ مَذْلُوكَهُ وَأَدَاءَ وَأَحْكَامَهُ وَحِكَمَهُ وَعِلْمَهُ وَمَعَادَهُ حُمَدَ صَلَّى
وَكُلُّهُ وَلَلَّا صَنَعَ (وَادْعُوا) دُوْمُونَ وَأَوْرِدُونَ (شَهَدَاءَ كُلُّهُ) الْعَدْوَلَ لِسَدَادِ
دَعْوَةِ الْكُفَّارِ (مِنْ دُونِ اللَّهِ) سَوَالُ (وَإِنَّكُنْتُ قَاتِلًا) أَهْلَ الْوَلْعِ (صَدِيقَيْنَ) كَلَّاهُ
وَالْحَدِيلُ لَوْصَمَ دَعْوَةِ كُلُّهُمْ هُوَ مَوْهُومُ كُوْسَدُ وَكَلَّاهُ مَكْرُ تَرْجِيْهِ

او حرم کے متفسند و عقول کے چکر کھانو اور سینونکی کجی کے سبب (اگر ہوتی تم شبہہ اور وہم میں) اور رسول اللہ کے مرسل ہوتیکی لاعلمی میں رأس چیزیں کہ جیسا کوہم نے اتنا رہی تو تشریل حصہ حصہ اور کلام کلام کر کے بھیجی ہو کتے ہیں۔ اسلئے نَزَّلْنَا کہا کہ انکو وہم تھا کہ قرآن خدا کا کلام اور اسکا بھیجا پہنچیں اگر ہوتا تو

پسلے صحیفوں کی مانند یکبارگی بھیجا دا پئے بندے محمد پر) حل میں عبد اُس مملوک کا نام ہے جس میں خوف اور فزعید کا ماڈہ ہو اور آپکے لئے یہ طراعِ محمدہ واول تر نام ہو دیں لے آؤ کوئی سورت) چھوٹی ہو یا متوسط لبی نہ ہو یعنی جو کسی بھی ہوئی کلام سے مدلول اور معانی اور ادائی مطلب اور حکماں اور علمتوں اور علوم کی جہت سے مشابہ ہو یا (مثل اسکی) هشیلہ کی ضریر کا معاد اور مرجع محمد صلعم بھی ہو سکتے ہیں لیکن صورت اولیٰ نہایت اولیٰ ہو (اور مثلاً اُو) قصد کرو اور فارکرو وہ اپنے گواہ کہ (خدا کے سوا ہیں) گواہوں کو یعنی عادلوں کو اپنے دعویٰ کی تائید کے واسطے ایسے گواہ کہ (خدا کے سوا ہیں)

او جھوٹے لوگو اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو۔

حابل بھ کہ اگر تھارا دعوی صیحہ ہے جیسے کہ تھارے کلام کا مطلب اور نیز تھارا وہم ہے تو تم اپنے دعوی کی تصحیح ولقدیق و تائید کیوں سے عدول لاو۔

البته وید کے منتر منتر سے ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وید کسی نہدی بھاٹ وغیرہ کا بنایا ہوا ہے چنانچہ اس میں بجز پھونکنے جلانے اور بے تقداد منکارون اور بیجا مبارخون او جھوٹی تعلیفیں اور فضول ذکر وون کے روحانی و حبہانی تعلیم پڑھیں نہیں۔ معلوم آریے اسکو کس طرح خدا کا کلام سمجھتے اور منبع علوم و فنون شمار کرتے ہیں۔

قولہ۔ ربع سوم مشکات میں ہے کہ محمد صاحب نے اپنے والد کی قسم کھانی۔

اقول۔ یہ پردہ نشین کا شخص افتراء کے اختفت نے اپنے والد کی قسم کھانی اس لئے کہ حدیث ابو داؤد میں یہ کلمات واقع ہیں اَفْلَحَ وَلَأَيْمَدِّلَانْ صَدَقَ مُنْزَهٌ بِنَجَاتِيَّ مَنْ سَنَ قسم ہے اسکے باپ کی اگر سچا ہے تو لفظ ابت جسکی طرف صفات ہے وہ غائب کی ضمیر ہی مشتی اندر میں نے از راہ ہجمل مرکب ضمیر غائب کا ترجمہ بلفظ متکلم کیا۔ اور پردہ نشین نے آپکی علیت کے بھروسے پر تقییداً مکھی پر کھسی مار دی۔ علی ہذا مشکوہ کو مشکات بغیر و اول کھنا بھی آپکی لامی پر دال ہے بھرا فسوس اس لیاقت پر کہ مشکوہ اور مشکات کی تینیز نہیں اور فقرات قسمیتی پر رائے دیتے ہیں۔

اس کا جواب اول تو منظاہر الحق سے آپنے خود ہی نقل کر لیا ہے کہ یہ قسم رسول صلعم کی زبان مبارک سے بیقصد برآمد ہوئی تھی دوسری یہ کہ قتل از ورودِ نبی فتحم عین خدا کی صادر ہوئی تھی تیسرا یہ کہ جس طرح حرفِ ندا زائد متکلم کی زبان سے اثناء کلام میں واقع ہوا کرتا ہے اور اس سے میکارنا یا مخاطب کرنا مقصود نہیں ہوتا کیونکہ مخاطب موجود اور متوجہ بکلام ہوتا ہے۔ اسی طرح اختفت صلی اللہ علیہ وسلم سے اثناء کلام میں لفظ وَلَأَيْمَدِ زائد واقع ہوا تھا درصلی دھ قسم ہی نہیں تھی۔

قولہ - ملا جلال الدین اخلاق جلالی کے معہ چار میں لکھتے ہیں کہ بلکل از سو گند خواہ رہست باشد خواہ دروغ نہی کنند چہ سو گند از ہمہ کس قبیح رہست -

اقول - اول تو یہ ملا جلال الدین کا قول ہے کہ موجودگی قرآن کے اس استدلال باطل ہے دوسرے اسکا مطلب یہ ہے کہ بلا ضرورت قسم کھانیکی عادت نکرے ایسا نہ کہ حسب عادت جھوٹ پر بھی تمنہ سے نکل جائے اور گنہگار ہو وے یہ نہیں کہ حق بات یا صداقت کے انہار کے وقت یا مخالفین کو ذلیل کرنے کے واسطے یا مقدمات میں گواہ نہ پائے جائے کی حالت میں بھی قسم نہ کھائے بلکہ ایسے مقامات میں تو ضروریات سے ہے اسی نے حکام وقت بھی اپنی تقدمہ کو حلف پر دگریاں دیتے ہیں اور وید والون کا تو کیا کہنا کہ باوجود رشی مسی ہونے کے سماں سچیتیر بکرمی مرحوم گدھی جور و جوپ کی قسمیں کھایا کرتے اور دلوایا کرتے تھے اس کی تصدیق وید شاستر سے اور گذری انجباب ناواقفی سے جو چاہیں بکاکریں -

قولہ ابو الفضل میں لکھا ہے کہ سو گند خور نباشد سو گند خور دن خود را بد روغ غوئی کہتم داشتن است و مخاطب را به بدگمانی نسبت دادن -

اقول - اول تو یہ بھی نہ ہی اسلامی کتاب نہیں کہ قابل استدلال ہو آنکہ ناواقفی کے سبب پیش کرتے ہیں - دوسرے اسکا مطلب یہ ہو کہ انسان سو گند خور یعنی حلاف نہ بنے کیونکہ کیجھ پیشیہ شرعاً ناجائز ہے -

قولہ - آپ ہی خدا نے قرآن میں قسمیں کھائیں اور آپ ہی لکھا کہ قسم کھانے والے کا اعتبار نہ کر۔ پھر قسم توڑنے کی اجازت دی پھر استحکام کی ترغیب دلائی غرضیکہ خدا کے گوناگون تنافق خیالات ہیں - اگر محمد یون کے اقوال و افعال مختلف ہوں تو کیا عجب -

اقول - قادر زرگر شناسہ یا شناسد جوہری - ماہران قرآن خوب جانتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے ہر کیک قسم کا سوچ و محل قرآن میں جدا جدباً بیان کر دیا ہے۔

چنانچہ جہاں قسمین کھائی ہیں وہاں بغرض اثباتِ توحید و عظمتِ خود و امر سالت و انعاماتِ حق قسم کے پسروں میں قانونِ قدرت کو شرعاً دتناً سیش کیا ہے۔

جمیعیٰ اور عیزیز خدا کی اور لخوت قسم کھانے سے منع فرمایا۔ کہ اس سے عظمتِ خداوندی میں فرق آتا اور حالف کے دل میں شرک فی العالم پیدا ہو جاتا ہے کہ غیر عالم کو شاہدِ حال قرار دیتا ہے۔

اُن قسموں کے تو ڈینیکی اجازت دی کہ جن سے حلال شے حرام ٹھہر تی یا حرام چیز حلال قرار پاتی ہے کہ اس میں احکام شرائع کا البطل لازم آتا ہے۔

اُن قسموں کے رستہ کام کی ترغیبِ دلائی جو خاص صورت کے لئے وقوع میں آتی ہیں۔ اور پوری کرنے کے قابل ہیں۔ گائے اور گردھے وغیرہ کی قسم کھانے والوں کے قسم کا اعتبار نہ کرنے کا حکم دیا۔

مگر پروہنشیں کی عجب عقل و فراست ہے یا دھوکہ دہی کی عادت ہے کہ جملہ اقسام کو بلا شریع مقام و محل و تفصیل صورتِ خاص قرآن سے ثابت تبلکار حیث پریہ اعتراض جڑ دیا کہ خدا نے محمد یہ کے متناقض خیالات ہیں (خ) لقول شنخے ۵ ناچ نہ جانے آنکن ٹھہرا علیم قرآن سے خود ماہرین اور خدا نے قدوس کے متناقض خیالات تبلاتے ہیں اور بلا وجہ سلامتوں کو ملزم ٹھہراتے ہیں۔

کہلا صاحبِ اتنا قرض کسکو کہتے ہیں؟ کیا مطلق اختلاف صورت یا اختلاف محل کا نام تناقض ہے؟ اگر ہم یہ کہیں کہ پریشور قسم نامہ کے مولف سے حوش نہیں اور اسکے مجتبے رہنی ہو تو کیا اس کو تناقض کہیں گے؟ ہرگز نہیں۔ مگر ان اصول کا سمجھنا اسید کا کام ہو جو علوم عقلیہ سے واقع ہو۔ بچا رے گر ہون کا اثر کھانیوالے اور مردوں پر گڑڑ نجوانے والے کیا جائیں۔

قولہ۔ الغرض اب ہم سب آیات متعلقہ قسم قرآن سے نقل کر کے مسح حوالہ سورہ و سپارہ ہدیہ ناطقین کرنے پہنچے۔

اقول۔ اردو عبارت متفرق مقامات سے بلا رعائت تقدم و تاخر نقل کر کے اسپر اعادہ اعتراضات مذکورہ بالا کرنا طول فضول ہے۔ اگر اہل علم ہیں تو مردمیدان بنیں۔ ایک چھوٹی سی سورت کے برابر کچھ عربی عبارت قرآن شریف کے مقابل بنالا یعنی۔ یا کسی عبارت پر عالمانہ اعتراض کریں تاکہ آپکی قابلیت سب پر عیان ہو۔ ادھر سے بھی دنداش تکن جواب دیا جاوے۔ بقول شخصے ۵ گھر ہیں سوت نہ کپاس جولا ہے سے لٹھم لٹھا۔

اردو بولنا آتا ہیں اندر من کی عبارتین چوڑا چورا نام حصل کرنا اور دلی بھارت نکالنا چاہتے ہیں رجاءٰ چرت ہے۔

چونکہ ہر ایک اعتراض کا تحقیقی والزمی جواب نہایت مدلل اور با صواب پشتی عرض کر جکا ہوں اور نیز حکم آنکہ ۵

چو یکبار گفتی گلو باز بس | کہ حلوا چو یکبار خوروند بس |

اعادہ غیر مناسب معلوم ہوتا ہے اور بھی جبکہ محترم رسالہ کی اصل ہی فاسد و باطل ہو تو فرع کا بطلان خود ہی حصل ہو یعنی وحُسْنُ بَيْكَ اَلْأَضْرَوْنُ كَرَمُ الْبَدَار

د ت

اطلاع ضروری

میں نے اس کتاب کو حامی اسلام و ہمدرد اہل اسلام جناب میرزا محمد ابراهیم بیگ صاحب زمیندار موضع فتحپور وختار عدالت درمیں شہر میرکٹ کی نذر کر دیا ہے خائن آپ سے طلب فرمائیں ۵ گر قبول افتد زہے عز و شرف الداعی الْخَيْر الْوَجِیْت حسن صانع اللہ عن الشَّرْ وَ لِفَتْنَنْ ساکن شہر میرکٹ